AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سامی اور غیر سامی مذاہب میں وراثت کی تقسیم اور اس کا اطلاق

Inheritance Distribution and Its Application in Semitic and Non-Semitic Religions

1.Abida Ijaz
PhD scholar, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University Bahawalpur.
https://orcid.org/0009-0006-4506-0914
2. Dr. Yasmin Nazir
Email: abidaijaz@gmail.com
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University Bahawalpur
Email.yasmin.nazir@gscwu.edu.pk
ORCID.0000-0002-5029-0486

Abstract

This study explores the principles, systems, and practical applications of inheritance distribution in Semitic and non-Semitic religions. Semitic religions—primarily Judaism, Christianity, and Islam share historical, cultural, and linguistic roots, which are reflected in their legal and ethical frameworks. Their inheritance laws emphasize family structure, lineage, moral responsibility, and the preservation of social balance. In Islam and Judaism, inheritance rules are more clearly codified, whereas Christianity often inherits legal norms from local or civil traditions rather than religious scripture. In contrast, non-Semitic religions, including Hinduism, Buddhism, and various ancient cultural traditions, demonstrate diverse and region-specific inheritance patterns. These systems frequently incorporate social hierarchy, caste or clan structures, customary laws, and philosophical views on property and family life. While some non-Semitic systems prioritize patriarchal descent, others allow flexible or community-based distribution. By comparing both religious categories, the paper highlights similarities such as the protection of family rights and the transmission of property across generations, and differences in gender roles, legal codification, and the balance between religious law and cultural practice. The study concludes that understanding inheritance models across civilizations provides valuable insight into their social organization, ethical foundations, and legal evolution.

***Key words**: Semitic religions, principles, system, Understanding inheritance, ethical*

تعارفِ موضوع

وراثت کی تقسیم انسانی معاشروں کا ایک بنیادی قانون ہے جو خاندانی ڈھانچے، سماجی نظم اور معاشی تسلسل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مذاہبِ عالم نے مختلف معاشرتی، اخلاقی اور تہذیبی تناظروں میں وراثت کے اصول مرتب کیے ہیں، جن میں سامی اور غیر سامی مذاہب نمایاں طور پر الگ شناخت رکھتے ہیں۔ سامی مذاہب—یہودیت، عیسائیت اور اسلام—ایک مشترکہ تاریخی ولسانی پس منظر کے باعث قانونی اور اخلاقی اقدار میں گہری ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ ان مذاہب میں خاندان کی بقا، نسب کی حفاظت، اور معاشرتی توازن کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام اور یہودیت میں وراثت کے احکام صریح نصوص پر مبنی، واضح اور منظم ہیں، جبکہ عیسائیت زیادہ تر

ریاستی یا علاقائی قوانین سے وراثتی اصول اخذ کرتی ہے۔اس کے برعکس غیر سامی مذاہب—خصوصاً ہندومت، بدھ مت، اور قدیم تہذیبی روایات—وراثت کے ایسے تنوعات پیش کرتی ہیں جو سماجی طبقات، خاندانی روایات، رسم و رواج اور فلسفیانہ نظریات سے جڑے ہیں۔ کہیں پدرانہ نظام غالب ہے اور کہیں اشتراکی یا لچک دار تقسیم کے اصول ملتے ہیں۔ ان دونوں مذہبی زمروں کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وراثت صرف املاک کی منتقلی کا قانون نہیں بلکہ معاشرتی فکر، مذہبی تربیت اور ثقافتی ارتقا کا عکاس بھی ہے۔

میراث کا مفہوم:

* "الوارث" کے معنی ترکہ اور میراث کے ہیں(1)
* وراثہ کے معنی کسی کی پونجی کا دوسرے کی طرف منتقل ہو جانا ہے بغیر کسی معاملہ بیع کے(2)
* لفظ میراث ورث، یرث، ارثاً و میراثاً سے ماخوذ ہے جس کے معنی ترکہ اور جائیداد کے ہیں۔ میراث کی جمع مواریث آتی ہے جس کے معنی ترکہ کے ہیں۔یعنی وہ مال یا جائیداد جو میت چھوڑ کر مرے۔ علم میراث کو علم فرائض بھی کہا جاتا ہے۔ فرائض فریضہ کی جمع ہے جو فرض سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی متعین کے ہیں کیوں کہ وارثوں کے حصے شریعت اسلامی کی طرف سے متعین ہیں اس لیے اس علم کو علم الفرائض بھی کہتے ہیں(3)
* لغت میں "ارث" بقاء کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے(4)

ڈاکٹر تنزیل الرحمن وراثت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

> "وراثت ایک غیر اختیاری انتقال ملکیت ہے جس کے ذریعے ایک مرنے والے کا ترکہ اس کے ورثاء کے حق میں بطریق خلاف جانشینی منتقل ہو جاتا ہے"(5)

اصطلاح میں وراثت کے معنی:

اصطلاح میں کسی شخص کا وفات کے بعد اس کے ترکہ کو اس کے مستحق لوگوں کی طرف منتقل کرنے کو وراثت کہتے ہیں(6)

مولانا اشفاق احمد بھنگوی میراث کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں

> "میراث وہ منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد یا ترکہ ہے جو مرنے والے کی طرف سے اس کے زندہ شرعی ورثاء کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے"(7)"علم میراث کو علم المواریث اور علم الفرائض بھی کہا جاتا ہے اور اس علم کے ماہر فرّاض، فرضی اور فارض کہلائے جاتے ہیں"(8)

سامی اور غیر سامی مذاہب میں وراثت کی تقسیم

غیر سامی مذہب ہندومت میں وراثت:

ہندو مذہب میں ترکہ کی تقسیم کچھ اس طرح سے ہے

ماں باپ یا دادا کے موجود ہونے کی صورت میں بیٹے خود مختار نہیں ہوسکتے ان کے دادا کے انتقال کے بعد ان کی چھوڑی ہوئی جائیداد باپ کے ترکہ میں سے وارثوں میں تقسیم ہوتی ہے اور کسی بیٹے کی اپنی محنت سے بنائی ہوئی جائیداد اس میں شامل نہیں ہوتی اور جو جائیداد باپ کی دولت سے بنی ہوگی وہ ہر حال میں تقسیم ہوگی۔ تقسیم ہونے والی موروثی ملکیت سے ترقی پانے والی جائیداد میں پہلی

سے چوتھی پشت تک کے بیٹے اور پوتے مقررہ حد تک حصہ دار ہوں گے یہ اس لیے کہ عموماً چوتھی نسل تک وراثت کے معاملات میں الجھن نہیں ہوتی(9)

ہندوؤں میں تقسیم ترکہ:

اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کے سگے بھائی یا قریبی عزیز اس کی جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے سکتے ہیں۔ اگر سگا بھائی بھی نہ ہو تو میراث پر قبضے کا پہلا حق چار قسم کی شادیوں کے علاوہ سے پیدا ہونے والی بیٹیوں کو حاصل ہو گا۔ اگر بیٹے ہوں تو وہ وراثت کے حقدار ہوں گے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہی نہ ہوں تو مرنے والے کا والد زندہ ہونے کی صورت میں حق میراث ہو گا۔ اگر وہ بھی انتقال کر چکا ہے تو متوفی کے بھائی اور بھتیجے ترکہ کے حصے دار ہوں گے۔ اگر بھائی تعداد میں زیادہ ہوں گے تو وہ سب کچھ آپس میں تقسیم کر لیں گے اور بھائیوں کا ہر بیٹا اپنے باپ کے لیے ایک حصہ نکالنے کا پابند ہو گا۔ مرنے والے کے والد، بھائی اور بھتیجوں میں سے جو وارث بنیں گے وہ اپنے سے اوپر کی زندہ نسل کا حصہ تقسیم کریں گے اور سب سے چھوٹا سب سے بڑے سے آدھا حصہ وصول کرنے کا حق دار ہو گا(10)۔

تقسیم جائیداد کے طریقے:

ہندوؤں میں جائیداد دو طریقوں سے تقسیم ہوتی ہے۔

پہلا طریقہ:

اگر میت کا بڑا بھائی خصوصی صلاحیتوں کا مالک ہو تو جائیداد کی برابر تقسیم سے پہلے تمام بھائیوں میں درج ذیل شرح سے اضافی حصے تقسیم کیے جائیں گے۔

i. سب سے بڑے بھائی کو کل جائیداد کا بیسواں حصہ۔

ii. سب سے چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کے اس بیسویں حصے کا چوتھائی۔

iii. جبکہ درمیانے بھائی کو اس بیسویں حصے کا نصف۔ بڑے اور چھوٹے کے درمیان بھائیوں کی تعداد چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہو سب کو بڑے بھائی کے اضافی حصے کا نصف ہی ملے گا۔

اضافی حصوں کے بعد بقیہ مال تمام بھائیوں کے درمیان برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور بڑے بھائی کو جو اضافی مال دیا جائے گا اور ایک اضافی مویشی بھی دیا جائے گا جو خصوصاً بہترین ہو۔(11)

دوسرا طریقہ:

اگر بھائیوں میں سے بڑا بھائی کسی خصوصی امتیاز کا حامل نہ ہو اور تمام بھائی اپنے پیشوں میں برابری رکھتے ہیں تو اس صورت میں اضافی حصے نہیں کیے جائیں گے۔ صرف بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے تعظیماً کوئی معمولی چیز اسے اضافی دی جائے گی۔

i. غیر شادی شدہ بہنوں کو ہر بھائی اپنے حصے کا چوتھائی دے گا انکار کرنے والا آشرم سے باہر ہو جائے گا اور شادی شدہ بیٹیوں کا ترکہ میں کوئی حق نہیں۔(12)

ii. جبکہ ماں کے ترکہ میں سے بیٹی کو حق ہے اور نواسیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے ہوئے انہیں مال وراثت میں سے کچھ حصہ

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دے دیا جائے۔(13)

iii. جس کی کوئی اولاد نرینہ نہ ہو تو وہ اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اس کے خاوند سے کہہ سکتا ہے کہ اس میں سے پیدا ہونے والا بیٹا میری تجہیز و تکفین کرے گا۔(14)

iv. مقررہ بیٹی کا بیٹا نانا کے علاوہ اپنے باپ کی جائیداد بھی ترکے میں پائے گا لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ وہ اکلوتی اولاد ہو اور اگر مقرر کردہ بیٹی بغیر اولاد نرینہ پیدا کیے مر جاتی ہے تو اس کا خاوند بغیر ہچکچاہٹ کے سسر کا ترکہ لے سکتا ہے۔(15)

v. پوتے اور نواسے میں کوئی فرق نہیں نہ مادی معاملات کے اعتبار سے اور نہ ہی مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لیے اس لیے کہ ایک کا باپ اور دوسرے کی ماں ایک ہی شخص کے تخم سے تھے۔(16)

vi. اگر کسی نے متبنی بیٹا بنایا اس میں تمام خوبیاں موجود ہیں تو وہ اس کے ترکے کا مالک ہو گا خواہ وہ کسی دوسری گوت سے آیا ہو۔ (17)

vii. متبنی بیٹا اپنے فطری باپ کا خاندانی (گوتر) نام نہیں پاتا اور نہ ہی اس کا ترکہ وہ فطری باپ کو پنڈ بھی نہیں دے گا۔ اس کے یہ حق متبنی ہونے کی وجہ سے ختم ہو جاتے ہیں(18)

viii. ایسی بیوہ کا بیٹا جسے کسی دوسرے سے اولاد کے لیے مباشرت کی تفویض نہیں کی گئی تھی۔ ترکے میں سے حصہ نہیں پائے گا کیونکہ وہ ولد الحرام ہے اور اگر اپنے بیٹے کی موجودگی میں بیوہ کسی دوسرے مرد سے بیٹا حاصل کرتی ہے تو مؤخرانہ کرکے ترکہ میں حصہ نہیں ملے گا کیونکہ وہ بھی ہوس کی پیداوار ہے۔(19)

ix. جبکہ ایسی بیوہ جس نے اجازت کے مطابق کسی سے مباشرت کی اور بیٹا پیدا ہو گیا تو اسے بیٹے کے برابر دادا کے ترکے سے حصہ ملے گا۔ لڑکے کی ماں دادا کی زمین تھی اور فصل یعنی لڑکا مرحوم باپ کی ملکیت ہے۔(20)

مذکورہ بالا قوانین ایک ذات کی عورتوں کی بیٹوں کی تقسیم کے لیے ہیں۔ مختلف ذاتوں کی عورتوں سے تعلق رکھنے والی بیویوں سے پیدا ہونے والے بیٹوں کے مابین جائیداد کی تقسیم کے قوانین الگ ہیں۔

اگر برہمن کی چار بیویاں بالترتیب چار ذاتوں کی ہوں تو ان کی تقسیم:

* برہمن، کھشتری، ویش اور شودر بیوی کے بیٹے کو بالترتیب چار، تین، دو اور ایک حصہ ملے گا۔(21)
* کسی برہمن کی برہمن، کھشتری اور ویش بیویوں میں سے کوئی اولاد نہ ہو تو شودر بیوی کے بیٹے کو دسویں حصہ سے زیادہ نہ ملے گا۔ (22)
* کسی برہمن، کھشتری اور ویش ذات کے مرد کی شودر ذات بیوی کے بیٹے کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا جو کچھ باپ دیتا ہے اسی پر رضامند ہو جائے گا۔(23)
* برہمن، کھشتری اور ویش کے تمام بیٹے جو ایک ذات کی بیویوں سے ہوں یکساں حصے پائیں گے۔ البتہ سب سے بڑے بیٹے کو ایک حصہ زیادہ ملے گا۔(24)
* چونکہ ایک شودر صرف اپنی ہم قوم سے شادی کر سکتا ہے اور کسی سے نہیں لہٰذا شودر بیوی سے جتنے بھی بیٹے پیدا ہوں سب کو

برابر حصہ ملے گا۔(25)

* منو کے مطابق قائم بالذات سے پیدا ہونے والے آدمی کے بارہ بیٹوں میں سے چھ رشتے دار اور وارث ہیں جبکہ چھ صرف رشتہ دار ہیں لیکن وارث نہیں۔(26)

i. نطفے سے پیدا ہونے والا بیٹا

ii. بیوہ قواعد کے مطابق کسی دوسرے مرد سے پیدا ہونے والا بیٹا

iii. متبنیٰ بیٹا

iv. بنایا گیا بیٹ

v. خفیہ طور پر پیدا کیا ہوا بیٹا

vi. گھر سے نکالا گیا بیٹا

غیر وارث رشتہ دار بیٹے:

i. کنواری کنیا کا بیٹا

ii. بیوہ کا قواعد کے خلاف ہونے والا بیٹا

iii. خریدا گیا بیٹا

iv. دوسری شادی کرنے والی عورت سے ہونے والا بیٹا

v. وہ بیٹا جسے کسی کو گود دے دیا گیا ہو

vi. شودر بیوی کا بیٹا(27)

* مذکورہ سب ورثاء کی عدم موجودگی یا نااہلی میں ترکہ تین ویدوں کے فاضل برہمنوں کو ملے گا جنہوں نے اپنی اندریوں کو قابو میں رکھا۔(28)

* برہمن کا ترکہ بادشاہ نہیں لے سکتا لیکن دوسری ذاتوں کے مرحومین کی جائیداد ورثاء کی عدم موجودگی یا نااہلی کی صورت میں بادشاہ لے گا۔(29)

* ماں کے ترکہ میں سے تمام بھائی اور کنواری بہنیں برابر کی حصہ دار ہوں گی۔(30)

خلاصہ کلام:

مختصر یہ ہے کہ منو کے قانونِ وراثت کے مطابق جو وراثت ہے وہ عقل، عدل اور فطرت کے خلاف ہے۔

ہندو مذہب کے مطابق ماں کے لیے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا گیا۔ بیوی کے لیے بھی شوہر کے مال میں سے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح شادی شدہ بیٹی کا باپ کی وراثت میں کوئی حق نہیں۔ شادی کے ہوئے ہی وہ باپ کی وراثت سے محروم کر دی جاتی ہے۔ بھائیوں کے حصہ پر ان کی عمر اثر انداز ہوتی ہے اور اگر کسی مورث کی مختلف ذاتوں سے بیویاں ہوں تو بھائیوں کے حصہ پر ان کی ذات بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی جائیداد ہی قابلِ تقسیم ہوتی ہے۔ اپنی محنت سے کمائی گئی دولت و جائیداد کو بچوں میں تقسیم کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح تحفے میں یا انعام کے طور پر پایا گیا مال بھی تقسیم نہیں ہو گا۔

سامی مذاہب میں وراثت کے اصول

تورات کے قوانین میراث:

تورات میں ارکانِ میراث تین ہیں۔

i. وارث

ii. مورث

iii. موروث (ترکہ)

دلیل نمبر1:

اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔(31)

مذکورہ دلیل میں میت "مورث" اور بیٹی وارث اور میت کا مال ترکہ ہے۔

دلیل نمبر2:

اور بنی اسرائیل سے کہہ دو اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی وارث اس کی بیٹی ہو گی اور اگر بیٹی بھی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کو اس کی میراث دے دینا۔(32)

یعنی تورات کے مطابق سب سے زیادہ حق دار بیٹا ہے اور وہ غیر متعین حصہ لیتا ہے اور جو وارث غیر متعین حصہ لیتا ہے اسے عصبہ کہا جاتا ہے اور عصبہ دور والے حصہ دار کو اپنی موجودگی میں دور کر دیتا ہے اور جب بیٹا موجود ہو تو کوئی عصبہ نہیں بن سکتا۔

دلیل نمبر3:

اور بنی اسرائیل سے کہہ دو اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگر کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کو اس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کو دینا۔(33)

مذکورہ دلیل کے مطابق تمام رشتہ دار غیر متعین حصہ لیتے ہیں اور ایسے وارثوں کو عصبہ کہتے ہیں اور تورات کے مطابق بیٹے، بھائی اور چچا عصبہ ہو کر وارث بن سکتے ہیں۔

یعنی تورات کے علم کے مطابق اگر بیٹا ہو گا تو بیٹی کو وراثت میں سے کچھ نہ ملے گا اور بیٹا بیٹی کے لیے حاجب بنے گا۔ (حاجب سے مراد وہ شخص جس کی موجودگی سے میت کی میراث پانے سے روکے یا مقررہ حصہ میں کمی کر دے)

اسباب میراث:

تورات میں میراث کا سبب صرف نسب بیان کیا گیا ہے۔ جس کے تحت میت کے وارث حصہ دار بن سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر تورات میں ہے کہ "اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا"

لہٰذا بیٹی یا بیٹا نسب کی وجہ سے ہی وارث بن رہے ہیں۔ اسی طرح وارثوں کی اقسام کے متعلق بھی صرف "عصبہ" بیان کی گئی ہے۔ کسی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کا کوئی حصہ متعین نہیں کیا گیا اور غیر متعین حصہ دار کو عصبہ کہتے ہیں۔

باپ اور داد کو میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا:

تورات کے قانون کے مطابق باپ اور داد کو میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ صرف اولاد، بھائیوں اور چچاؤں کی میراث کا ذکر ملتا ہے۔

دلیل:

اور بنی اسرائیل سے کہہ دو اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔ اگر اس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کو دینا اور اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کو دینا اور اگر اس کے باپ کا کوئی بھی بھائی نہ ہو تو جو شخص اس کے گھرانے میں سب سے قریبی ہو اسے اس کا ترکہ دے دینا۔(34)

پس تورات کے قانون میں باپ کو مورث نہیں بنایا گیا۔

* اسی طرح بہن کو بھی ترکہ کا وارث نہیں بنایا گیا اور نہ ہی ماں کے لیے کوئی وراثت کی تلقین کی گئی ہے۔
* اور بیوی کا بھی وارثوں میں کہیں ذکر نہیں کیا گیا اور بیٹی کو بھی صرف اس صورت میں وارث بنایا جائے گا جب بیٹا نہ ہو گا۔
* جب کہ دادی، نانی، پوتی، نواسی، دادا اور نانا کو وارثوں میں ذکر ہی نہیں کیا گیا

صرف اور صرف مرد حضرات کو تورات کے قانون کے مطابق وارثین بنایا گیا ہے اگر چہ بیٹا نہ ہو تو بیٹی وارث بن سکتی ہے اور بیٹی بھی نہ ہونے کی صورت میں صرف بھائی اور چچا وارث ٹھہریں گے۔

دین اسلام اور میراث

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے تقسیم میراث کے احکام بالکل واضح اور صاف متعین فرما دیئے ہیں جو ہر قسم کی الجھن اور شک وشبہ سے صاف اور شفاف ہیں۔ میراث کے مال کی تقسیم ورثاء کے حصے اور ان حصوں کی حکمتیں، ادائیگی قرض، مال میراث سے وصیت کا حکم اور اس کے بعد ان احکام پر عمل کرنے والوں کے لیے جنت کی نوید اور خلاف ورزی کرنے پر وعید سب سورۃ النساء کی آیت میں بیان کر دی گئی ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ o وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدْخِلْهُ نَارًا خَـٰلِدًا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٌ مُّهِينٌ"(35)

"یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی حدود سے آگے نکل جائے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور رسوا کن عذاب سے دوچار ہو گا"

دورِ اسلام میں میراث کی ابتداء:

دورِ اسلام میں حضرت اوس بن ثابت کی وفات کے بعد ان کی بیوہ نبی کریمؐ کے پاس اوس بن ثابت کے چچازاد بھائی کی شکایت لے کر

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آئی جس پر میراث کی آیت نازل ہوئی چونکہ عرب میں رائج تقسیم میراث سے اوس بن ثابت کی بیوی، بیٹیاں اور بیٹا مال غنیمت حاصل نہیں کر سکتے تھے اور ساری جائیداد پر ان کے چچازاد بھائی نے قبضہ کر لیا تھا اور اہل و عیال کو محروم وراثت کر دیا تو سورۃ النساء کی آیت نازل ہوئی۔

"لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَٰلِدَانِ وَٱلْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَٰلِدَانِ وَٱلْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا"(36)

"مردوں کے لیے حصہ ہے ان کے والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میں اور عورتوں کے لیے حصہ ہے جو چھوڑیں ان کے والدین اور رشتہ دار خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ ان کا حصہ مقرر کیا ہوا ہے"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی حدود و قیود اور حکمتوں کو گہرائی سے جاننا انسان کی عقل و بصیرت کا کام نہیں اور کون سے رشتہ دار اصولِ فروع میں زیادہ فائدہ مند اور اچھے ہیں اس بات کا اندازہ لگانا بہت دشوار عمل ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مکمل حصوں کی تقسیم حکمت و مصلحت کے تحت فرمادی ہے۔

نبی کریمؐ سے میراث کی اہمیت:

مال و میراث کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لینا بڑا مشکل ہے۔ ہر شخص اپنے نفع کو مقدم سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت محمدؐ نے اس کے حاصل کرنے اور تعلیم کرنے کی نہایت تاکید کی اور اس پر ترغیب بھی فرمائی۔ آپؐ کا ارشاد ہے

"يَا أَبَا هُرَيْرَةَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسَى وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْتَزَعُ مِنْ أُمَّتِي"(37)

"اے ابو ھریرہ فرائض کو سیکھو اس لیے کہ وہ نصف علم ہے اور سب سے پہلے جو میری امت سے اٹھالیا جائے گا وہ علم الفرائض ہے"

اسی طرح ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا:

" مَنْ قَطَعَ مِيرَاثاً فَرَضَهُ اللهُ، قَطَعَ اللهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ"(38)

"جس شخص نے اپنے وارث کا حق مارا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے اس کے حصے سے محروم کر دیں گے "

علم انسان کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور اس کی بنا پر انسان شعور حاصل کر کے صحیح اور غلط کی پہچان حاصل کر لیتا ہے۔ فرائض کا علم انسان کو سکھایا گیا تاکہ وہ ورثاء کے حقوق کا خیال رکھ سکے اور تمام فرائض کو احسن طریقے سے سرانجام دے سکے۔

صحابہ کرامؓ کے نزدیک میراث کی اہمیت:

صحابہ کرام کی تمام زندگی آپؐ کی پیروی اور اطاعت و فرمانبرداری کا عملی نمونہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم میراث کی بہت اہمیت صحابہ کی زندگیوں میں ملتی ہے۔ حضرت عمر کا قول ہے

"تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَاللَّحْنَ وَالسُّنَنَ كَمَا تَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ" (39)

"اے لوگو! فرائض کو ایسی توجہ اور محنت سے سیکھو جس طرح قرآن پاک کو سیکھتے ہو"

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں

"مَنْ عَلِمَ الْقُرْآنَ وَلَمْ يَعْلَمْ الْفَرَائِضَ، فَإِنَّ مَثَلَهُ مَثَلُ الْبُرْنُسِ لَا وَجْهَ لَهُ، أَوْ : لَيْسَ لَهُ وَجْهٌ" (40)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"کہ جو شخص قرآن سیکھے اور فرائض نہ سیکھے وہ ایسے ہے جیسے اس کا سر ہو اور چہرہ نہ ہو"

مذکورہ بالا احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ میراث کے متعلق تمام اہم مسائل اور معلومات سے آگاہی بہت ضروری ہے کیونکہ لا علمی کی وجہ سے کسی کی حق تلفی ہونے کا امکان ہے۔ علماء کرام نے بھی علم الفرائض کو بہت اہمیت دی ہے۔ علماء کے نزدیک

"فرائض کا ایک مسئلہ بتانے پر دوسرے قسم کے سو مسئلوں کے برابر ثواب ملتا ہے"(41)

دینِ اسلام میں میراث کی تقسیم:

قبل از اسلام عرب بلکہ تمام دنیا میں یہ دستور تھا کہ یتامیٰ، عورتیں اور تمام کمزور ورثاء جابر وارثوں کے رحم و کرم پر تھے۔ اس غیر منصفانہ اور ناسمجھ آنے والی صورت حال کو دین اسلام نے ختم کر دیا اور قرآن نے تمام وارثوں کے حقوق حتی کہ مردوں کے حقوق بھی متعین کر دیے اور پہلی بار عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ حق داروں کی صف میں اپنے والدین و اقرباء کے مال میں سے حصہ ملا اور زور آور ورثاء کے لیے تمام املاک و جائیداد پر قابض ہونے کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہو گئے۔(42)

قانونِ الٰہی کے تحت اللہ تعالیٰ نے سب کے حصے مقرر فرما دیئے اور تقسیم وراثت کے وقت تمام رشتہ دار خواہ امیر ہوں یا غریب ہوں وراثت کے حق دار ہوں گے اور یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ رشتے داروں میں سے غریب، مساکین اور یتیموں کے ساتھ احسن طریقے سے پیش آئیں اور ان کی دلجوئی کے لیے تھوڑا بہت دے دینا چاہیے اس عمل سے اللہ بھی راضی ہو گا۔

اور مرد اور عورت کے حصوں میں فرق اس طرح ہے کہ یہ ہر مقام پر ایک جیسا نہیں رہتا۔ کبھی عورت کو مرد کے برابر حصہ مل جاتا ہے یا کبھی مرد سے زیادہ ترکہ بھی مل جاتا ہے اور کچھ حالات میں مرد محروم رہ جاتا ہے جبکہ عورت اپنا حصہ حاصل کر لیتی ہے۔ جیسا کہ وہ احوال جس کے تحت مرد کو عورت سے زیادہ حصہ ملتا ہے۔

وضاحت:

پہلی صورت:

اگر کسی نے اپنے ورثاء میں بیٹا اور بیٹی چھوڑے ہوں تو اس مقام پر مرد کو عورت سے دگنا حصہ ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

" يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَـٰدِكُمۡ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِ"(43)

"اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ مذکر کے لیے مونث کی بہ نسبت دو حصے ہیں"

اسی طرح اگر ورثا میں اولاد نہ ہو اور بہن بھائی ہوں تو اس حالت میں مثل حظ الانثیین کے تحت مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہیٰ ہے

"وَإِن كَانُوٓاْ إِخۡوَةً رِّجَالًا وَنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِۗ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمۡ أَن تَضِلُّواْۗ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمُۢ"(44)

"اگر بھائی دونوں قسم کے ہوں تو مذکر کے لیے مونث کی بہ نسبت دو حصے ہوں گے واضح کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا علم رکھنے والا ہے"

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دوسری صورت:

اسی طرح ایک اور آیت مبارکہ ہے کہ شوہر کو بیوی کی بہ نسبت دوگنا حصہ ملتا ہے۔

"وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَٰجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ ٱلثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم"(45)

"اگر تمہاری بیویوں کی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں تمہارے لیے نصف ہے اگر بیویوں کی اولاد ہو تو تمہارے لیے ترکہ میں سے چوتھا حصہ ہے وصیت کی تکمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو ان بیویوں کے لیے تمہارے ترکہ میں سے چوتھا حصہ ہے اگر تمہاری اولاد ہو تو ان بیویوں کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے"

تیسری صورت:

"وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ ٱمْرَأَةٌ وَلَهُۥٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا ٱلسُّدُسُ فَإِن كَانُوٓا۟ أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى ٱلثُّلُثِ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ ٱللَّهِ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ"(46)

"اور وہ مرد یا عورت جس کے والدین یا اولاد نہیں ہے لیکن اس کا ایک بھائی یا بہن ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔ پس اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں۔ وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد بشرطیکہ اوروں کا نقصان نہ ہو یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ جاننے والا تحمل کرنے والا ہے"

شرعی وجوہات اور حصوں کی تقسیم:

قرآن کے احکام کے مطابق ارکانِ میراث تین ہیں

i. وارث

ii. مورث

iii. موروث

اسلام ہر وارث کا حصہ مقرر کرتا ہے اور وراثت قریبی رشتہ داروں میں تقسیم ہوتی ہے اور قریبی رشتہ دار دو قسم کے ہوتے ہیں خون کے اور نکاح کے سبب اور ولاء

تقسیم ورثہ سے پہلے:

تقسیم وراثت سے پہلے کفن دفن کے اخراجات نکالے جاتے ہیں۔ قرضے ادا کیے جائیں ان میں ادھار، زکوٰۃ اور چھوڑے ہوئے روزوں کا کفارہ شامل ہے۔ وصیت کو پورا کیا جائے اور یہ کل ورثے کی ایک تہائی مقدار تک ہی ہو سکتی ہے۔

نسبی رشتہ دار:

ایسے رشتہ دار جن سے خون کا تعلق ہو نسبی رشتہ دار کہلاتے ہیں۔ ان میں درج ذیل ورثاء شامل ہیں۔

i. فروع:

اس میں بیٹا، بیٹی، پوتا اور پوتی نیچے تک۔ اسی طرح نواسے اور نواسیاں بھی نیچے تک۔

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ii.اصول:

اس سے مراد والد، والدہ، دادا، دادی، پردادا، پردادی، نانا، نانی اور پڑنانا، پڑنانی وغیرہ

iii.حواشی:

حواشی میں بہن، بھائی اور بھائی کے بیٹے نیچے تک اور چچا اور ان کے بیٹے نیچے تک۔

نسب کے قانون کے مطابق میت کے قریبی رشتہ داروں کو ترجیح دی جائے گی اور اس کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار محروم ہو جائے گا۔(47)

مثال کے طور پر اگر میت کا حقیقی بیٹا موجود ہے تو پوتے کو حصہ نہیں ملے گا۔ اسلامی قانون وراثت کے تحت پوتے کو حصہ نہیں ملتا خواہ اس کا باپ زندہ ہو یا وفات پا چکا ہو۔

مشہور صحابی حضرت زید بن ثابت کا قول ہے

"وَلاَ يَرِثُ وَلَدُ الاِبْنِ مَعَ الاِبْنِ"(48)

"بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہو گا"

یہ صرف حضرت زید بن ثابت کی رائے نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام اور آئمہ مجتہدین اور فقہائے امت کا یہی موقف ہے۔

البتہ یتیموں کی کفالت اور ان کی تعلیم و تربیت کے اخراجات کے لیے شرعی طور پر دادا اپنی زندگی میں اپنے مال کے تیسرے حصے تک کی ان کے حق میں وصیت کر سکتا ہے اور اگر وصیت نہ کر سکا اور ناگہانی موت واقع ہو گئی تو چچاؤں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نابالغ بھتیجوں کو ضروریات زندگی فراہم کریں اور ان کی کفالت کریں اور رشتہ دار خود معاشی مسائل کا شکار ہوں تو یہ ذمہ داری حکومتِ وقت پر عائد ہوتی ہے۔(49)

جیسا کہ نبی کریمؐ کا فرمان ہے

"فَاَیّٗمَا مُوْ مِنٍ مَاتَ وَتَرَکَ مَا لاً فَلْیَرِثْہُ عَصَبَۃُ مَنْ کَانُوْ وَتَرَکَ دَیْناً اَوْضَیَاعاً فَلْیَاْ تِنِیْ فَاَنَا مَوْلٰی لَہٗ"(50)

"جو مومن مال چھوڑ کر فوت ہو تو اس کے ورثا کے لیے ہے جو قرض یا نادار بچے چھوڑ جائے وہ میرے پاس آجائیں میں ان کا سرپرست ہوں"

اور یہ حکم آپؐ نے اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے دیا تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی نے یتیموں اور نادار بچوں کو بے یار و مددگار ہرگز نہیں چھوڑا ہے۔

ازدواجی تعلقات:

دین اسلام میں حق وراثت کی دوسری بنیادی وجہ رشتہ ازدواج ہے۔ میاں بیوی کے رشتے ہی سے ایک نیا خاندان وجود میں آتا ہے اور نسبی رشتے بھی بنتے ہیں۔

اسلام کی نگاہ میں میاں بیوی کا رشتہ بڑا محترم اور مقدس ہے۔ اس لیے وراثت کے لیے محض عقد نکاح ہی کافی ہے۔ اس لیے اگر کسی عورت کا خاوند نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کو بھی خاوند کی میراث سے بحیثیت بیوی حصہ ملے گا اور اسی طرح

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ازدواجی تعلقات قائم ہونے سے پہلے بیوی وفات پا جائے تو شوہر کو بھی اس کی میراث سے حصہ ملے گا اور یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کسی شوہر نے بحالتِ صحت اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی اور ابھی وہ عورت عدت میں ہی تھی اور اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا تو وہ عورت اپنے خاوند کی وارث ہوگی۔ کیونکہ طلاق رجعی میں عدت پوری کرنے تک نکاح قائم رہتا ہے۔(51)

ولاء:

اسلامی قانون وراثت کی تیسری بنیاد وَلاء ہے جس کا معنی ہے غلام کو آزاد کرنے کی نسبت۔

آزاد کردہ غلام کی موت کے بعد اگر اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والے کو اس تعلق کی بناپر میراث ملتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق ولاء بھی نسبی تعلق کی طرح ہے۔

فرمان نبویؐ ہے

"الولاء لحمة کلحمة النسب لا تباع ولاتوھب "(52)

"ولاء نسبی تعلق کی طرح ہے جس کو نہ بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے"

زمانہ جالیت میں ولاء کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی۔ لیکن اسلام نے اس سے منع فرمادیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے

"نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الولاء وعن ھبہ"(53)

"رسول اللہؐ نے وَلاء کے بیچنے سے اور اس کو ہبہ کرنے سے منع کیا ہے"

عصر حاضر میں چونکہ 'ولاء' کا تعلق ناممکن ہے کیونکہ قانوناً لونڈی یا غلام بنانا ممنوع ہے لہٰذا اس مسئلہ کی تفصیل جاننا ضروری نہیں۔

مختصر یہ ہے کہ مذکورہ تمام تعلقات کو اسباب وراثت قرار دینے میں یہ حکمت ہے کہ وارث در حقیقت میت کے مال میں جانشین ہونے کی وجہ سے دوسرے کی جائیداد یا ترکہ کا مالک بنتا ہے اور کسی شخص کے وفات پا جانے کے بعد ہی وہی لوگ اس کے قائم مقام ہو سکتے ہیں جن کا وجود اس سے یا اس میت کا وجود ان سے جڑا ہو جیسا والدین اور اولاد، بہن بھائی اور شریکِ حیات جو ایک دوسرے سے نکاح کے ذریعے جڑ جاتے ہیں۔

موانع وراثت:

دین اسلام میں درج ذیل وجوہات کی بناپر وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(i) اختلافِ دین:

اختلافِ دین کی وجہ وراثت نہیں مل سکتی۔ مثال کے طور پر کافر بیٹے کو مسلمان باپ کی وراثت نہیں مل سکتی یا باپ کافر ہے اور بیٹا مسلمان تب بھی وراثت سے محروم ہی رہے گا۔

فرمان نبویؐ ہے

"لَایَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ"(54)

"مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا"

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(ii) قتلِ مورث:

قتلِ مورث کی وجہ سے بھی حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے جیسے کوئی بد بخت بیٹا اپنے باپ کو قتل کر دے تو فرمان نبویؐ ہے۔

"لَیْسَ لِقَاتَل مِیراث"(55)"کہ قاتل کے لیے میراث میں سے کچھ نہیں ہے"

البتہ اگر کسی مسلمان میت کا کوئی غیر مسلم رشتہ دار تقسیم میراث سے پہلے اسلام قبول کر لے تو وہ دوسرے ورثاء کے ساتھ وراثت میں شریک ہو گا۔ نبی کریمؐ کا فرمان ہے

"كُلُّ قَسْمٍ قُسِمَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَهُوَ عَلٰی مَاقُسِمَ لَهٗ وَكُلُّ قَسْمٍ اَدْرَكَهُ اِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قَسْمِ الْاِسْلَامِ"(56)

"جو میراث جاہلیت میں تقسیم ہو گئی وہ بر قرار رہے گی لیکن جو اسلام قبول کرنے کے بعد تقسیم ہو گی وہ اسلام کے مطابق ہو گی"

(iii) غلامی:

غلامی کے سبب بھی وراثت ختم ہو جاتی ہے۔ غلام کے مال کا وارث اس کا مالک ہوتا ہے

(iv) عاق نامہ:

عاق نامہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اگر بیٹا نافرمان ہے تو اللہ کے ہاں سزا کا مستحق ہو گا لیکن والد کو کوئی حق نہیں کہ اس کو جائیداد سے محروم کرے۔(57)

ورثا کی اقسام:

سورۃ النساء کی آیاتِ میراث میں دو قسم کے وارثوں کا ذکر ہوا ہے۔

* ایک وہ جن کے حصے مقرر ہیں۔ ایسے ورثاء کو اصحاب الفروض کہا جاتا ہے۔
* اور دوسرے وہ جن کے حصے مقرر نہیں ہیں ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ فلاں فلاں رشتہ دار کو مال دینے کے بعد جو بچ جائے وہ ان کو دیا جائے۔ جیسے بیٹا ہے ان ورثاء کو عصبہ کہا جاتا ہے۔(58)

اسلامی قانونِ وراثت کی روسے ترکہ کی تقسیم اصحاب الفروض سے شروع کی جاتی ہے۔

جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے

"اَلْحِقُو الْفَرَائِضُ بِاَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَءَلَی رَجُلٍ ذَكَرٍ" (59)

"وراثت کے مقررہ حصے ان کے حق داروں کو دو پھر جو بچ جائے وہ میت کے قریب ترین مرد رشتہ دار کے لیے ہے"

اصحاب الفروض اور ان کے حصے:

اصحاب الفروض میں 4 مرد (خاوند، باپ، دادا، ماں شریک بھائی)، بیوی، بیٹی، پوتی، سگی بہن، باپ شریک بہن، ماں شریک بہن، والدہ اور دادی یا نانی (جدہ) شامل ہیں۔

اصحاب الفروض بارہ ہیں

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خاوند کا حصہ:

فوت شدہ بیوی کی اگر اولاد نہیں تو خاوند کو کل ترکہ کا آدھا ملے گا اگر اولاد موجود ہو تو خاوند کو ترکے کا چوتھا حصہ ملے گا۔(60)

باپ کا حصہ:

اگر میت کی اولاد موجود ہے تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوں یا صرف لڑکے اور اگر میت کی اولاد زندہ نہ ہو تو باپ کو بحیثیت عصبہ باقی حصہ بھی ملے گا اور دوسرے اصحاب الفروض کو دینے کے بعد بقیہ سارا مال اس کو دیا جائے گا۔(61)

دادا کا حصہ:

اگر میت کا والد حیات ہو تو دادا کو کوئی حصہ نہیں ملے گا اور اگر والد نہ ہو تو دادا والد کے قائم مقام حصہ لے گا۔ امام بخاریؒ کے قول کے مطابق میت کے والد کی عدم موجودگی میں دادا پر باپ کے احکام ہی جاری ہوں گے اور جس طرح والد کی موجودگی میں بھائی محروم رہتے ہیں لہٰذا دادا کی موجودگی میں بھی بھائیوں کو حصہ نہیں ملے گا اور اسی پر تمام اصحاب کا اتفاق ہے۔(62)

ماں شریک بہن بھائیوں کا حصہ:

اگر ماں شریک بہن یا بھائی ایک ہو تو اس کے لیے چھٹا حصہ اور اگر دو یا زائد ہوں خواہ وہ بھائی ہوں یا سب بہنیں یا ملے جلے تو ان کو تیسرا حصہ دیا جائے گا اور سب برابر کے حقدار ہوں گے۔(63)

بیوی کا حصہ:

خاوند کی طرح بیوی کے حق میراث کی دو صورتیں ہیں

جب فوت شدہ شخص کی اولاد یا اولاد کی اولاد موجود ہو تو بیوہ کو ترکے میں سے آٹھواں حصہ دیا جاتا ہے اور اگر اولاد نہ ہو تو ترکے سے چوتھا حصہ دیا جاتا ہے۔

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو تب بھی ان کو کل ترکہ کا آٹھواں یا چوتھا حصہ ملے گا جو کہ ان میں مساوی تقسیم کیا جائے گا۔

بیٹوں کا حصہ:

فوت شدہ شخص کے ترکہ میں سے اصحاب الفروض موجود ہیں تو ان کا حصہ دے کر باقی ترکہ میں سے بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔

اگر صرف بیٹیاں ہی ہوں تو صرف ایک بیٹی کی صورت میں کل مال کا نصف دیا جائے گا باقی آدھا دوسرے ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہو گا۔ اگر بیٹیاں ایک سے زائد ہیں تو کل مال کا دو تہائی حصہ ملے گا اور باقی ایک تہائی دیگر وارثین میں تقسیم ہو گا۔ (64)

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ

> "دو بیٹیوں کے لیے دو تہائی حصہ سورۃ النساء کی آخری آیت میں دو بہنوں کے حصے سے لیا گیا ہے کیوں کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کا حصہ دو تہائی بیان کیا ہے۔ جب دو بہنیں دو تہائی کی وارث ہوں گی تو دو بیٹیاں بطریق

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اولیٰ دو تہائی کی وارث ہوں گی۔(65)

مثال کے طور پر وارثین میں اگر خاوند، ایک بیٹا اور ایک بیٹی تو متروکہ مال کے چار حصے ہوں گے۔ ایک خاوند کو چوتھا حصہ اور دو حصے بیٹے کو اور ایک بیٹی کو ملے گا۔ وارثین میں اگر بیوی، بیٹی اور دو بھائی ہوں تو اس صورت میں ترکے کے آٹھ حصے ہوں گے۔ آٹھواں حصہ بیوی کے لیے اور چار حصے کل جائیداد کا نصف بیٹی کو اور بقیہ تین حصے دو بھائیوں کے لیے ہوں گے۔ اگر ورثاء میں بیوہ، چار بیٹیاں اور ایک چچازاد بھائی تو تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کے چوبیس حصے کیے جائیں گے۔ تین حصے بیوہ کے لیے، دو تہائی حصے جو کہ سولہ حصے بنتے ہیں۔ چار بیٹیوں کے لیے اور بقیہ تین حصے دو بھائیوں کے لیے ہوں گے۔(66)

پوتیوں کا حصہ:

اگر میت کا کوئی بیٹا موجود ہو تو اس کی پوتیاں میراث کی حقدار نہیں۔ اسی طرح اگر صرف بیٹیاں ہوں تب بھی پوتیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ پوتیاں بھی بیٹیوں کے حکم میں آتی ہیں۔ اگر پوتی کے ساتھ کوئی پوتا ہو خواہ وہ ان کا بھائی ہو یا چچا کا بیٹا تو پھر یہ عصبات میں شامل ہوں گی اور بیٹیوں اور دیگر ورثاء کا مقررہ حصہ نکالنے کے بعد بچا ہوا ترکہ پوتا اور پوتی کے درمیان مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم ہو گا۔(67)

سگی بہنوں کا حصہ:

اگر میت کے ورثاء میں بیٹا یا پوتا نیچے تک یا باپ اور دادا اوپر تک زندہ ہوں تو اس کے بہن بھائیوں کا حصہ نہیں بنتا۔ بیٹا، پوتا یا باپ دادا کی عدم موجودگی میں سگی بہنیں حصہ لیتی ہیں۔ سگی بہن ایک ہو گی تو کل مال کا آدھا لے گی۔ دو یا زائد ہوں تو دو تہائی کی وارث ہوں گی لیکن اگر بھائی ہو گا تو یہ عصبہ بن جائیں گی اور اگر میت کی کوئی بیٹی یا پوتی ایک یا زائد ہوں تو بہن عصبہ ہو گی۔ بیٹی یا پوتی کو مقررہ حصہ دینے کے بعد باقی بہن کو دیا جائے گا۔(68)

باپ شریک بہنوں کا حصہ:

فوت ہونے والے کا بیٹا پوتا یا باپ دادا میں سے کوئی موجود ہو تو باپ شریک بہنیں وارث نہیں بنیں گی۔ اسی طرح اگر متوفی کا سگا بھائی موجود ہو تو بھی بہنیں حصہ نہیں لے سکتیں کیونکہ حقیقی بھائی باپ شریک بہنوں سے زیادہ قریب ہیں اور جب میت کی اولاد یا باپ دادا میں سے کوئی موجود نہ ہو تو باپ شریک بہن اگر ایک ہو گی تو نصف ترکے اور دو یا زیادہ ہوں گی تو دو تہائی ترکے کی حقدار ہوں گی اور اگر ان کا بھائی بھی ہو گا تو پھر وہ عصبہ ہوں گی اور اصحاب الفروض میں سے موجود ہو تو اس کا مقررہ حصہ دینے کے بعد باقی ان میں اس طرح تقسیم ہو گا کہ بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔(69)

والدہ کا حصہ:

جب میت کے وارثین میں بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی یا اس کے سگے، علاتی یا اخیافی بہن بھائی زندہ ہوں خواہ ملے جلے ہوں یا بھائی بھائی اور بہنیں بہنیں ہوں۔ بہن بھائی خود وارث ہوں یا نہ ہوں تو والدہ کو چھٹا حصہ ملے گا۔(70) سورۃ النساء میں ہے

"اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے"(71)

اسی طرح دادی یا نانی کے بارے میں بھی یہ حکم ہے کہ اگر میت کی والدہ زندہ نہ ہو تو دادی اور نانی میں سے کوئی ایک ہو تو وہ چھٹا حصہ

لے گی۔ اگر دونوں ہوں تو چھٹے حصے میں برابر شریک ہوں گی۔

عصبات اور ان کے حصے:

عصبہ کا لغوی معنی ہے احاطہ کرنا کسی کو ہر طرف سے گھیر لینا۔ علم میراث کے مطابق میت کے ایسے رشتہ دار جن کا کوئی حصہ مقرر نہ ہو۔ اصحاب الفروض کو ان کے حصے دینے کے بعد جو بچ جائے وہ عصبات میں تقسیم ہوتا ہے۔ عصبہ کی مزید تین اقسام ہیں۔

i. ایسے رشتہ دار جو اپنی ذاتی حیثیت میں عصبہ ہوتے ہیں ان میں بیٹا، پوتا، باپ، دادا، حقیقی بھائی، حقیقی چچا، باپ شریک بھائی اور ان کے بیٹے، باپ شریک چچا اور ان کے بیٹے والد کا حقیقی باپ اور باپ شریک چچا اور ان کے بیٹے اور دادا کا چچا اور اس کے بیٹے

ii. عصبہ کی دوسری قسم میں وہ عورتیں شامل ہیں جو براہِ راست تو عصبہ نہیں ہوتیں لیکن اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں۔ جیسے بیٹی، پوتی، سگی بہن اور باپ شریک (علاتی) بہن ان کو عصبہ بالغیر بھی کہا جاتا ہے۔

iii. عصبہ کی تیسری قسم میں سگی بہن اور باپ شریک بہن آتی ہیں اور دو دونوں بنیادی طور پر اصحاب الفروض میں شمار ہوتی ہیں لیکن میت کی بیٹی اور پوتی سے مل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔(72)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میت کے رشتہ داروں میں سے باپ، بیٹے اور خاوند کو ہر حال میں حصہ ملتا ہے اور ان کے محروم رہنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور عورتوں میں سے میت کی بیوی، بیٹی اور ماں کو ضرور حصہ ملتا ہے اور دیگر رشتہ دار دادی، نانی، پوتی، نواسی اور بہن بھائی کبھی حصہ دار بنتے ہیں اور کبھی نہیں بنتے۔

تقسیم میراث کے فائدے:

جہاں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق وراثت تقسیم کرنے میں بے حد اجر و ثواب ملتا ہے۔ وہاں پر شرعی طور پر وراثت تقسیم کرنے سے انفرادی اور اجتماعی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

وراثت تقسیم کرنے کا اہم ذریعہ دولت کی تقسیم ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ"(73)" تا کہ دولت مالداروں کے ہاتھ نہ رہے بلکہ گردش کرتی رہے"

* اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
* مالی عبادات کی قبولیت اور روزِ آخرت میں اجر و ثواب کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔
* روزِ قیامت نبی کریمؐ کی شفاعت نصیب ہوگی اور عذابِ الٰہی سے نجات ملے گی۔
* شرعی احکام پورے کرنے پر جنت کا مستحق ہوگا۔
* مستحقین تک حق پہنچنے کا راستہ ہے۔

خلاصہ بحث:

سامی اور غیر سامی ادیان میں وراثت کی تقسیم کے عمل سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظامِ میراث وحی الٰہی کے ذریعے بتا کر حقداروں کے لیے حصے مقرر فرما دیئے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ رشتے اور قرابت میں کون زیادہ قریبی ہے اور اس سے پہلے ہمیں کسی بھی دین یا مذہب میں اس طرح کا مکمل نظامِ وراثت نہیں ملتا۔ جیسا کہ ہندومت میں میراث کی غیر منصفانہ تقسیم کی

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

وجہ سے معاشرے پر بہت بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ بہن، بیٹی اور بیوی غرض یہ ہے کہ عورت کو کسی مقام پر کوئی حصہ نہیں ملتا اور بیٹوں اور بھائیوں میں بھی انصاف سے ہٹ کر رسمی تقسیم کا طریقہ رائج ہے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ کوئی عالمگیر مذاہب نہ تھے اور ان کے قوانین بھی وقت اور حالات کے مطابق تھے اور چونکہ ان مذاہب میں بہت زیادہ تبدیلی بھی ہو چکی ہے لہٰذا یہودیت اور عیسائیت میں بھی وراثت کی تقسیم غیر منصفانہ ہے اور معاشرتی لحاظ سے بھی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تورات میں بہت سے ایسے افراد موجود ہیں جن کا ترکہ میں حقدار ہونے کے باوجود ان کو وارث نہیں بنایا گیا۔ بیٹی کو صرف اس صورت میں حقدار تصور کیا جائے گا جب بیٹا نہ ہو گا اور بیوی کا تو ترکہ میں کوئی حصہ ہے ہی نہیں۔ جبکہ اسلام چونکہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اس میں دلائل کے ساتھ میراث کی تقسیم کو بیان کیا گیا ہے اور تمام وارثین کے حقدار ہونے کی حکمتیں بھی واضح ہو جاتی ہیں جو حصے شریعت اسلامیہ نے متعین کیے ہیں ان کے مطابق تقسیم کرنے سے نہ صرف رشتے قائم و مضبوط ہوتے ہیں بلکہ دین و دنیا میں کامیابی کی بشارت بھی ملتی ہے۔

حوالہ جات

1 وحیدالزماں قاسم کیرانوی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات کراچی، ص1835
2 قاضی العابدین سجاد میرٹھی، قاموس القرآن، یونین پریس دہلی، ص1954
3 عصمت ابوسلیم، المنجد، ص1175
4 مولانا سید امیر علی، عین الہدایہ شرح الہدایہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، باب کتاب الفرائض، ج4ص 944
5 ڈاکٹر تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی، ج5 ص1569
6 منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ص435
7 مولانا اشتیاق احمد بھنگوی، طرازی شرح سراجی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص34
8 الشیخ علاؤ الدین محمد بن علی، رد المختار علی درالمختار (حاشیہ ابن عابدین)، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، کتاب الفرائض، ج10 ص525
9 کوتلیہ چانکیہ، ترجمہ سلیم اختر، ارتھ شاستر، نگار شات پبلشرز، ص208
10 ایضاً
11 منو، ترجمہ ارشد رازی، منو دھرم شاستری، نگارشات پبلشرز، ص1/96217 شلوک 112 تا 114
12 مترجم کرپار ام شرما جگرانوی، مودھرم شاستر (اردو)، ویدک دھرم پریس دھلی، 1/9 شلوک 118
13 مترجم کرپارام شرماجگرانوی منو دھرم شاستر (اردو)، ویدک دھرم پریس دھلی، 1/9 شلوک 193
14 منو، ترجمہ ارشد رازی، منو دھرم شاستری، نگارشات پبلشرز، ص1/9,219 شلوک 127
15 ایضاً، ص221، 1/9 شلوک 132
16 منو، ترجمہ ارشد رازی، منو دھرم شاستری، ص221، 1/9 شلوک 133
17 ایضاً، 1/9 شلوک 141
18 ایضاً، 1/9، شلوک 142
19 ایضاً، 1/9، شلوک 143
20 ایضاً، 1/9، شلوک 145
21 ایضاً، 1/9، شلوک 153

22 ایضاً، 1/9، شلوک 154
23 منو، ترجمہ ارشد رازی، منو دھرم شاستری، ص221، 1/9 شلوک 155
24 ایضاً، 1/9 شلوک 156
25 ایضاً، 1/9 شلوک 157
26 ایضاً، 1/9 شلوک 159
27 ایضاً، 1/9 شلوک 160
28 منو، ترجمہ ارشد رازی، منو دھرم شاستری، ص221، 1/9 شلوک 188
29 ایضاً، 1/9 شلوک 189
30 ایضاً، 1/9 شلوک 192
31 کتاب مقدس، انارکلی لاہور بائبل سوسائٹی، ص155 سفر گنتی باپ 27 آیت نمبر 8
32 ایضاً
33 ایضاً، 8تا 11
34 کتاب مقدس، گنتی 27، 8تا 11
35 القرآن،النساء: 13-14
36 ایضاً، 7
37 ابن ماجہ، السنن، حدیث نمبر :2719 کتاب الفرائض
38 سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور، حدیث نمبر:285 کتاب الفرائض
39 الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن ابو محمد، سنن دارمی، ،حدیث نمبر: 2892، کتاب الفرائض
40 الدارمی، ،سنن دارمی، کتاب الفرائض، حدیث نمبر: 2896
41 مولانا سید میاں صاحب اصغر حسین، مفید الوارثین، ادارہ اسلامیات لاہور، ص8
42 امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ج2، ص256
43 القرآن، سورۃ النساء:11
44 القرآن، سورۃ النساء:176
45 ایضاً، 12
46 ایضاً
47 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے شرعی احکام، مکتبہ بیت السلام، ص24
48 محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح بخاری، حدیث نمبر:6735
49 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے شرعی احکام، ص25
50 الجامع الصحیح بخاری، حدیث نمبر:2399
51 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے اصول، ص26،27
52 حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری، المستدرک للحاکم، حدیث نمبر:7990
53 ایضاً، حدیث نمبر:2581
54 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:2729
55 ایضاً، حدیث نمبر:2735
56 ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:2914
57 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے شرعی احکام، ص32
58 ایضاً، ص51
59 الجامع الصحیح بخاری، حدیث نمبر:6746
60 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے شرعی احکام، ص52
61 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے شرعی احکام، ص53
62 ایضاً، ص54،55
63 ایضاً، ص57
64 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم میراث کے اصول، ص59

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

65 حافظ عماد الدین، ابوالفداء، تفسیر ابن کثیر، دارالسلام پبلشرز، ج1ص598
66 حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے اصول، ص61
67 ایضاً، ص62
68 تقسیم وراثت کے اصول، ص64
69 ایضاً، ص65
70 تقسیم وراثت کے شرعی احکام، ص66
71 القرآن، النساء:11
72 تقسیم وراثت کے شرعی احکام، ص74،75
73 القرآن، الحشر:7

مصادر و مراجع

* القرآن
* ابو عبداللہ محمد بن یزید، ابن ماجہ، السنن، دارالسلام
* ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دارالسلام
* الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن ابو محمد، سنن دارمی، دارالعلم
* الشیخ علاؤالدین محمد بن علی، ردالمحتار علی دارالمختار، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
* امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور
* حافظ محمد ذوالفقار علی، تقسیم وراثت کے شرعی احکام، مکتبہ بیت السلام
* حافظ عمادالدین ابوالفداء، تفسیر ابن کثیر دارالسلام پبلشرز
* حافظ ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، للحاکم نیشاپوری، المستدرک للحاکم، دارالمعرفۃ
* عصمت ابو سلیم، المنجد، مکتبہ دانیال
* قاضی العابدین، سجاد میرٹھی، قاموس القرآن، یونین پریس دہلی
* کوتلیہ چانکیہ، ترجمہ سلیم اختر، نگارشات پبلشرز
* کتابِ مقدس، انارکلی لاہور بائبل سوسائٹی
* مولانا سید امیر علی، عین الھدایہ شرح ھدایہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور
* مولانا اشتیاق احمد صاحب بھنگوی، طرازی شرح سراجی، مکتبہ رحمانیہ لاہور
* محمد بن اسماعیل، البخاری، الجامع الصحیح البخاری، دارالقلم دمشق
* منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، اسلامک پبلیکیشنز لاہور
* منو، ترجمہ ارشد رازی، منودھرم شاستری، نگارشات پبلشرز
* مترجم کرپارام شرما جگرانوی، منودھرم شاستر اردو، ویدک دھرم پریس دہلی
* وحید الزماں قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات کراچی
* ڈاکٹر تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی
* سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور، دارالکتب العلمیہ
*